امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

ڈاکٹر عتبان محمد چوہان

احباب یہ کہتے ہیں کوئی نظم ہی کہہ دو
ذوالکفل کو جیسا بھی ہے پایا سبھی کہہ دو
کیسے تھے شب و روز وہ جب ساتھ تھا اپنے
اب کتنی گراں دل پہ ہے اِک اِک گھڑی کہہ دو
قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

کچھ اس کی شرافت کا دیانت کا کروں ذکر
لہجے سے عیاں اس کی صداقت کا کروں ذکر
مولا نے اُسے نسب ودیعت جو کیا تھا
اس نسب کے احساسِ امانت کا کروں ذکر
قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

جو حلقۂ احباب کا محور تھا سراسر
اخلاص و وفا، زہد و عبادت کا وہ پیکر
مجھ سے نہیں ہوسکتے ہیں اس شخص کے حصے
ہر ایک کو رکھتا تھا لڑی میں جو پرو کر
قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

دنیا کے تساہل سے تغافل سے وہ آگے
مسلک میں عقیدے میں تجاہل سے وہ آگے
معیار کہیں سے کوئی مل پائے تو کہہ دوں
ہر ایک مقابل کے تقابل سے وہ آگے

قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

اک خواب تھا پلکوں پہ دھرا رہ گیا جیسے
رستے میں سفر ایک بچھا رہ گیا جیسے
دل اب بھی تڑپتا ہے کہ ہوجائے وہ ایفا
اِک عہد مکمل نہ ہوا، رہ گیا جیسے

قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

ٹھیری ہے اگر زیست تو ساکن ہیں زمانے
پھر کیسے یہ دن رات گزرتے ہیں نجانے
اک نقش کہ لگتا ہے معلق سا فضا میں
وہ گرچہ نہیں جگ میں مگر دل یہ نہ مانے

قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

کندن کوئی موتی کوئی ہیرا نہیں اک لفظ
لکھتا ہوں مٹاتا ہوں کہ جچتا نہیں اک لفظ
گو ارض و سما چھان لیے میں نے سخن کے
شایانِ مراتب مجھے ملتا نہیں اک لفظ

قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

وہ ہم دم و غم خوار بھی ایسا ہی تھا میرا
بعد اس کے نہیں اترا کبھی دل پہ سویرا
کیسے کروں احساس کی شدت کو بیاں میں
قدموں میں خدیجہؓ کے ہے اب اس کا بسیرا

قابو میں کہیں دل کو میں لا پاؤں تو کہہ دوں
امکان کی حد سے میں گزر جاؤں تو کہہ دوں

(۴/فروری ۲۰۱۰ء)